وہی ہمارا کرشن

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

وہی ہمارا کرشن [1]

پیارے ہندو بھائیو! ہم ایک وطن میں رہتے ہیں، عام طور پر ایک ہی بولی بولتے ہیں، پر ماتما کا روشنی دینے والا سورج ہم سب کو ایک ہی روشنی دیتا ہے، اس کا خوبصورت چاند ہم سب کو بغیر فرق کے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ رات کا اندھیرا جب ساری دنیا پر چھا جاتا ہے جب ہمارے اپنے حواس بھی ہم کو چھوڑ جاتے ہیں اور دن کا تھکا ہوا جسم بے جان ہو کر چارپائی پر گر جاتا ہے اُس وقت خدا کے فرشتے اپنے پریم کے پروں کو پھیلا کر ہم سب پر اپنا سایہ کر دیتے ہیں اور ہندو مسلمان میں فرق نہیں کرتے۔ ہمالہ کی چوٹیوں پر پڑی ہوئی برف جب سورج کی گرمی سے پگھلتی ہے اور دریاؤں کے پانیوں کو ان کے کناروں تک بلند کر دیتی ہے، جب خوبصورت گنگا اور دل لُبھانے والی جمنا اپنے اُچھلنے والے پانیوں کو پیاس سے خشک شُدہ کھیتوں میں لا کر ڈالتی ہیں وہ کبھی بھی نہیں دیکھتیں کہ کون مسلمان ہے اور کون ہندو۔ وہ آگ جو گند کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور انسانی دوزخ کو بجھانے کے کام آتی ہے ہندو کی بھاجی اور مسلمان کے سالن کے پکانے میں اس نے کبھی فرق نہیں کیا۔ پھر جب پر ماتما کی نعمتوں نے ہم سب میں کوئی فرق نہیں رکھا ہماری اس سے محبت کیوں فرق والی ہو۔ سوتیلے باپ اور سگے باپ کی محبت میں فرق ہوسکتا ہے پر اپنے باپ کی محبت میں بچے کبھی فرق نہیں رکھتے۔ وہ آپس میں لڑ سکتے ہیں لیکن اپنے باپ اور اپنی ماں سے محبت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پر ہمیں کیا ہو گیا ہم آپس کی لڑائیوں میں اپنے پر ماتما کو بھی بھول گئے ہیں۔ ہم یہ بھی تو خیال نہیں کرتے کہ اس نے ہمارے گناہوں کو دیکھ کر بھی ہم میں فرق نہیں کیا۔ تو ہم اس کے

احسان دیکھتے ہوئے اس سے فرق کیوں کریں؟ بیوقوف بچے جب آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں ماں کی ایک آواز سن کر ایک دوسرے کا گلا چھوڑ کر ماں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ وحشی کبوتر تک جس کی فطرت میں آزادی ہے اپنے دانہ ڈالنے والے کی آواز کو سن کر اپنی آزادی کو بھول جاتا ہے اور ڈربے کی تنگ اور تاریک جگہ پر اپنی بے قید پرواز کو قربان کر دیتا ہے۔ کیونکہ دانہ ڈالنے والے کی آواز کا انکار اُس سے نہیں ہوسکتا۔ پھر اے پیارے ہندو بھائیو! کیوں تم اس آواز کی طرف دھیان نہیں کرتے جو تمہارے پرمیشور نے ساری دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے کیلئے بلند کی ہے۔ کیا صرف اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے نکلی ہے؟ مگر کیا تم بھول گئے ہو کہ پرماتما کی کوئی چیز مقیّد نہیں ہوتی۔ ہندو اور مسلمان اور عیسائی سب نام بندوں کے ہیں۔ جب پرماتما کسی کو چُن لیتا ہے تو پھر وہ قوموں کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے، وہ کسی خاص قوم کا نہیں رہتا، ہر قوم اُس کی ہو جاتی ہے اور وہ سب کا ہو جاتا ہے۔

اے ہندو بھائیو! اِسی طرح اِس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں۔ وہ مہدی بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے، وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے، وہ نہہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

تم پُرانے بزرگوں کی اولاد ہو۔ تم کو بجا فخر ہے کہ ہمارے باپ دادے سب سے پُرانی تہذیب کے حامل تھے۔ تم ایک ایسے فلسفہ کو پیش کرتے ہو کہ تمہاری تاریخ اس سے پہلے کسی فلسفہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی مگر کیا تم ان پرانے جسموں کو اس پرانی روح سے خالی رکھو گے جو پرماتما کی طرف سے آتی ہے جو سب سے قدیم اور سب سے پرانا ہے؟ پرانی چیزیں قابلِ قدر ہوتی ہیں مگر تبھی تک جب تک کہ ان میں جان ہوتی ہے۔ تمہارے ماں باپ جس قدر بوڑھے ہوتے جاتے ہیں تم اُن کی زیادہ عزت کرتے ہو لیکن جب وہ مر جاتے ہیں تم ان کو چِتا پر لٹا کر جلا دیتے ہو۔ پس پرانی چیز قابلِ عزت ہے لیکن جب تک اس میں جان ہو۔ پھر تم اپنی پرانی اور قابلِ عزت چیزوں میں جان ڈالنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جن کو وہ ایک دفعہ عزت دیتا ہے ان کے ساتھ ہمیشہ تعلق نبھاتا ہے اور اگر وہ اس کی طرف رجوع کر کے نیکی کی روح حاصل کریں تو انہیں دوسروں سے زیادہ عزت بخشتا ہے۔ پس اگر تم کو قدیم تہذیب اور قدیم فلسفہ کا ورثہ ملا ہے تو اسے

خدا تعالیٰ کی روح سے زندہ کروتا کہ وہ اِس زمانہ کی ضرورت کے مطابق شکل اختیار کر کے دنیا کیلئے فائدہ بخش بنے۔

پیارے بھائیو! زندہ اور مُردہ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ زندہ زمانہ کے مطابق ترقی کرتا ہے اور مُردہ ایک حال پر رہتا ہے اور آخر سڑنے لگ جاتا ہے۔ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہاری بے توجہی سے تمہاری تہذیب اور تمہارے مذہب پر بھی زمانہ نے اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ پرماتما کے مقابلہ پر تم میں کتنے دیوتا نکل آئے ہیں؟ ذرا اپنی کتابوں کو اُٹھا کر تو دیکھو کیا کرشن اور رام چندر نے بھی کسی مورتی کے آگے ماتھا جُھکایا تھا؟ کیا وہ بھی کسی بُت کے ماتھے پر سیندھور لگانے گئے تھے؟ کیا انہوں نے بھی شِو جی اور پاربتی[۲] کے آگے ہاتھ جوڑے تھے؟ آخر یہ پرماتما سے دُوری اور غیروں کے آگے جُھکنے کا خیال آپ لوگوں میں کہاں سے آیا؟

کیوں اُس کی محبت جو سب سے پیارا ہے سرد ہوتی گئی؟ اور آقا کی جگہ چاکروں کو دے دی گئی؟ آخر اِس کا سبب کچھ تو ہونا چاہئے۔ جو کام کرشن جی اور رام چندر جی نے نہ کیا تھا وہ آپ کیوں کرنے لگے؟ جس راہ پر مقدس اوتار نہ چلے تھے آپ اس راہ پر کیوں چلنے لگے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی زندگی بخشنے والی تازہ باتوں سے آپ نے اپنے کان بند کر لئے اور پرانے جسم کو تو چمٹے رہے مگر روح کو نکل جانے دیا۔ گُلاب کا پھول جب تک ٹہنی پر رہتا ہے وہ کیسا خوشبودار ہوتا ہے، وہ کیسا تر و تازہ ہوتا ہے، وہ کیسا نرم اور نازک ہوتا ہے لیکن جب اسے اُتار کر لوگ سینہ یا سر پر لگا لیتے ہیں وہ تھوڑی ہی دیر میں کیسا خشک اور سخت ہو جاتا ہے، اس کی خوشبو کس طرح اُڑ جاتی ہے۔

آخر اِس کی وجہ اس کے سوا کیا ہے کہ وہ اس زندگی بخشنے والے تعلق سے جُدا کر دیا جاتا ہے جو اس کی سب تازگی کا موجب تھا۔ اسی طرح اے پیارے بھائیو! فلسفے اور مذہب اچھی چیزیں ہیں مگر ان کی سب خوبصورتی اُسی وقت تک رہتی ہے جب تک اُن کی جڑ اُس زندگی بخشنے والے درخت سے ملی رہتی ہے جسے پرماتما کہتے ہیں۔ جب اُس پھول کو اس سے جُدا کر لیا جاتا ہے اس کی سب خوبصورتی خاک میں مل جاتی ہے وہ اصلی پھول اتنا خوبصورت بھی تو نہیں رہتا جتنا کپڑے یا کاغذ کا بنا ہوا پھول۔

پس اے بھائیو! آپ لوگوں کو روحانی زندگی کے بارہ میں جو کچھ پیش آیا ہے صرف اس

تعلق کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اگر کرشن جی اور رام چندر جی کی طرح ان کے بعد آنے والے لوگ بھی پر ماتما سے تعلق رکھتے تو کبھی یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خدا تعالیٰ کا اونچا آستانہ چھوڑ کر مقدس رشیوں کی اولاد بتوں اور دیویوں کے آگے جُھکتی پھرتی۔ جس ماتھے کو خدا تعالیٰ نے چومنے کیلئے بنایا تھا کتنے افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے سے بھی ادنیٰ چیزوں کے آگے جُھکتا ہے، وہ نظریں جو اونچا اُٹھنے کیلئے بنی تھیں، افسوس کہ پاتال کی طرف جُھکی ہوئی ہیں مگر کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کیلئے اور صورت ممکن نہیں۔ نہیں، نہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ کیا خدا کرشن اور رام چندر کی اولادوں اور سیوکوں کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ اس نے ہندوؤں کی ترقی اور اصلاح کیلئے نہہ کلنکی اوتار کو بھیج دیا ہے جو عین اِس زمانہ میں آیا ہے جس زمانہ کی کرشن جی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اس نے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے دنیا کو خدا تعالیٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا اور اب ہر شخص جو پر ماتما سے محبت کرنا چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکتا ہے اور ان انعاموں کو حاصل کرسکتا ہے جو پرانے رشی مُنی حاصل کیا کرتے تھے کیونکہ ہمارا خدا بخیل نہیں کہ ایک کو دے اور دوسرے کو نہ دے اور نہ اس کا خزانہ محدود ہے کہ جو کچھ پہلے کرسکتا تھا اب نہیں کرسکتا۔

اس نہہ کلنکی اوتار کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ بڑا نُور بخشتا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارشوں پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں اور اگر کوئی شک ہو تو پر ماتما سے دعا کریں کہ اے پر ماتما! اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو نہہ کلنک اوتار کہتا ہے، اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے ماننے کی ہم کو توفیق دے اور ہمارے سینہ کو اس پر ایمان لانے کیلئے کھول دے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ پر ماتما ضرور آپ کو غیبی نشانوں سے اس کی صداقت پر یقین دلا دے گا۔ اور اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ سچائی کے کھلنے پر آپ اس کے دعویٰ کو مان کر اپنے پیدا کرنے والے اور مالک سے صلح کرلیں گے تو آپ سچے دل سے میری طرف رجوع کریں اور اپنی مشکلات کیلئے دعا کرائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں

کو دور کرے گا اور مرادوں کو پورا کرے گا مگر اسی دستور کے مطابق جو اس کا کرشن جی اور رام چندر جی کے وقت تھا مگر شرط یہ ہوگی کہ پھر آپ دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اس کے ساتھ تعلق پختہ پیدا کرلیں۔ اور اس کی آواز کو اپنے باقی دوستوں اور عزیزوں تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیدا کرنے کیلئے جو اس نے تدبیریں بتائی ہیں، ان پر عمل کر کے پرماتما کے سچے عاشق اور مخلص سیوک بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ

قادیان۔ ضلع گورداسپور

(الفضل ۲۔ اپریل ۱۹۳۶ء)

۱؎ یہ مضمون بطور ٹریکٹ ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء کے ''یوم التبلیغ'' پر انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان نے شائع کیا۔ (الفضل ۲/ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

۲؎ پاربتی: (پاروَتی) شیو جی کی بیوی کا ایک نام